لزوم و التزامِ کفر اور مولوی اسماعیل دھلوی

تحریر ۔ڈاکٹر الطاف حسین سعیدی (ایم بی بی ایس)

پسِ منظر

اللہ کے مقبول بندے امام احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ الرضوان نے ابوالوہابیہ مولوی اسماعیل دہلوی کی مختلف عبارات پر لزومِ کفر کا فتویٰ دیا مگر مولوی اسماعیل دہلوی کو کافر نہ کہا اور اس کی وجہ یہ بتائی کہ......''لزوم والتزام میں فرق ہے، اقوال کا کلمۂ کفر ہونا اور بات اور قائل کو کافر مان لینا اور بات، ہم احتیاط برتیں گے، سکوت کریں گے جب تک ضعیف سا ضعیف احتمال ملے گا، حکم کفر جاری کرتے ڈریں گے''......(تمہید ایمان، ص ۵۰)

یہ بات دیوبندی اور غیر مقلدین کو سمجھ نہ آئی اور وہ تحریر و تقریر میں امام احمد رضا رحمۃ اللہ کے خلاف اس احتیاط کو الزام سمجھ کر پیش کرتے رہے، بارہا جواب پا کر بھی پروپیگنڈا سے باز نہ آئے، اُن کے پروپیگنڈا سے متاثر ہو کر بعض بھولے بھالے اہل سنت بھی متاثر نظر آنے لگے، ان حالات کی وجہ سے میں نے یہ مناسب سمجھا کہ اس

موضوع کو کھول کر بیان کر دیا جائے تا کہ اپنوں کو اطمینان مزید ملے اور مخالفین پر ایک بار پھر حجت تمام کر دی جائے ۔وما توفیقی الا باللہ

لزوم والتزام کی تعریف

''لزومِ کفر'' کے معنی ہیں کسی بات پر کفر کا لازم آنا، اور ''التزامِ کفر'' کے معنی ہیں کسی شخص کا کفر کو اپنے اوپر لازم کر لینا، اس کی وضاحت یوں سمجھئے کہ کسی مسلمان کی زبان سے کوئی ایسی بات نکل جاتی ہے جوازروئے شرع کفر ہے، تو یہ لزومِ کفر ہے، اب اس مسلمان کو بتایا جائے کہ تیری اس بات پر لزومِ کفر آتا ہے اور وہ شخص توبہ کرنے کی بجائے اپنی بات پر اَڑ جائے تو یہ التزامِ کفر ہوگا اور اب اُس شخص کو کافر ماننا پڑے گا۔ ہاں اگر وہ اَڑ جانے اور ضد کرنے کی بجائے توبہ کر لے تو وہ مسلمان ہوگا کیونکہ التزامِ کفر ثابت نہ ہوا، حالتِ اکراہ، حالتِ سُکر، غلبۂ حال، نینداور جنون بھی التزامِ کفر کے منافی ہیں، یعنی ان حالتوں میں بھی لزومِ کفر والی بات منہ سے نکل جائے تو التزامِ کفر ثابت نہیں ہوتا، اس لئے صاحبِ کلام کافر نہیں ہوتا۔

اس بات کی مثالوں سے وضاحت

۱۔مشکوٰۃ شریف میں باب الاستغفار والتوبۃ میں بحوالہ مسلم شریف حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ جب توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس توبہ سے بہت زیادہ خوش ہوتا ہے، اُس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا جس کا اونٹ جنگل میں اس سے بھاگ گیا اور اُس پر اُس کا کھانے پینے کا سامان بھی تھا، وہ شخص اپنے اونٹ سے مایوس ہوگیا، ایک درخت کے سائے میں آکر ستانے کے لئے لیٹا اور بے شک وہ اونٹ سے مایوس تھا کہ اچانک اُس کا اونٹ ساز وسامان سمیت اُس کے سامنے تھا، پھر اُس شخص نے اُونٹ کی مہار پکڑ لی اور قال من شدۃ الفرح اللھم انت عبدی و انا ربک یعنی کہا اُس نے خوشی کے غلبہ سے مغلوب الحال ہو کر کہ ''اے اللہ تو بندہ ہے میرا اور میں خدا ہوں تیرا''، اخطاء من شدۃ الفرح یعنی اُس نے خطا کی بہ سبب غلبۂ حال خوشی کے۔

ملاحظہ کیجئے اس حدیث شریف میں یہ الفاظ (اے اللہ تو بندہ ہے میرا اور میں خدا ہوں تیرا) کفر ہیں اور اس کلام پر کفر لازم آتا ہے، مگر صاحبِ کلام اپنے غلبۂ حال کے سبب اس لزومِ کفر سے بے خبر اور لاعلم ہے، اس لئے

اُس کا التزامِ کفر ثابت نہ ہوا، لہٰذا وہ صرف خطا کار ٹھہرا۔

۲۔ بعض مشرکین نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو پکڑا اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو سبّ اور اپنے بتوں کی تعریف کے الفاظ جبراً کہلوائے، حضرت عمار نے سارا واقعہ نبی پاک صلی اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں عرض کیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تمہارا دل کس حال میں تھا؟ عرض کی ایمان کے ساتھ کامل طور پر مطمئن، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں تسلّی دی، سورۃ النحل کی آیت نمبر ۱۰۶ کی ایک شانِ نزول یہ بھی ہے، آیت ملاحظہ ہو **من کفر باللہ من بعد ایمانہ الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان ...... الخ،** یعنی جو ایمان لا کر اللہ کے ساتھ کفر کرے سوا اُس کے جو مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر جما ہوا ہو، ہاں وہ جو دل کھول کر کافر ہو ان پر اللہ کا غضب ہے اور ان کو بڑا عذاب ہے۔

ملاحظہ کیا آپ نے! مشرکوں نے جو کلمات کہلوائے ہوں گے وہ یقیناً لزومِ کفر کے کلمات تھے، مگر حالتِ اکراہ کے سبب صحابی کا التزامِ کفر ثابت نہیں ہوتا، اور اس بات کی تصدیق اللہ جل جلالہٗ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما کر صحابی کو مطمئن کر دیا۔

۳۔ مثنوی مولانا روم میں درج ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے ایک چرواہے کو دیکھا جو محبت الٰہی کے غلبۂ حال میں کہہ رہا تھا کہ خدا تو کہاں ہے میں تیرا خادم بننا چاہتا ہوں، میں تیری جوتیاں سینا چاہتا ہوں، تیرے سر میں کنگھا کرنا چاہتا ہوں، میں چاہتا ہوں کہ تیرے کپڑے سی دوں، تیری جوئیں ماروں، تیرے لئے دودھ لاؤں، تو بیمار ہو تو تیمارداری کروں، تیرے ہاتھ چوموں اور پاؤں دباؤں، تیری خواب گاہ صاف کروں، گھی اور شربت، پنیر اور پراٹھے تجھے دوں، میرا کام یہ چیزیں لانا ہو اور تیرا کام یہ چیزیں کھانا ہو، الغرض وہ ایسی باتیں کر رہا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام نے اُسے ٹوکا اور پوچھا کس کو کہہ رہے ہو؟ بولا اپنے خدا کو :

گفت موسیٰ ہائے خیرہ سر شدی

خود مسلماں ناشدہ کافر شدی

(موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہائے تو دیوانہ ہو گیا، تو مسلمان نہ رہا کافر ہو گیا)

وہ شخص حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرمان سننے کے بعد سخت پریشان ہوا، اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور روتا ہوا

جنگل کو نکل گیا، موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی آئی اور آپ کو اس مغلوب الحال پر حکم لگانے سے روکا گیا، واضح ہو چکا ہے کہ اُس شخص کے کلمات پر لزومِ کفر آتا تھا مگر صاحبِ کلام کو اُس کے غلبۂ حال اور لاعلمی نے التزام کفر سے بچالیا۔

ایک دیوبندی عالم کی گواھی

مولانا حمد اللہ الداجوی پشاوری فاضل سہارنپور لکھتے ہیں:

فنقول انه فرق بين لزوم الكفر والتزامه فان التزام الكفر واما لزوم الكفر فليس بكفر ...... قال فی المواقف من يلزمه الكفر فلا يعلم به فليس بكافر ۔

''اور ہم کہتے ہیں کہ بے شک فرق ہے لزومِ کفر اور التزامِ کفر میں، پس بے شک التزامِ کفر تو کفر ہے، مگر لزومِ کفر کفر نہیں ہے، مواقف میں ہے کہ جس پر کفر لازم آئے اور وہ بے خبر ہو تو کافر نہیں ہے''۔

وذكر المفسر الألوسی ...... فلو قال شخصاومن برسالة ولا ادری البشرام جنی ولا ادری امن العرب او من العجم فلا شك فی كفره لتكذيبه القرآن...... فلو كان غبيا لا يعرف ذلك وجب تعليمه اياه فان جحد بعد ذلك حكمناه بكفره۔ انتهیٰ

فانظر الى العلماء المحققين المحتاطين فی امر التكفير وكذا يعلم من الحديث المعروف الذی فيه(اللهم انت عبدی وانا ربك) فهذه كلمة كفر لا التزام فيه۔

(البصائر لمنکر التوسل باھل المقابر، صفحہ ۱۸، ۱۹، مطبوعہ استنبول، ترکی)

''اور مفسر آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا کہ اگر کوئی شخص کہتا ہے کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول مانتا ہوں مگر نہیں جانتا کہ کہ آپ بشر ہیں یا جن؟ عربی ہیں یا عجمی؟ تو اُس کے کفر میں شک نہیں، قرآن جھٹلانے کے باعث اور اگر وہ غبی یہ بات نہیں جانتا تو اُس کو بتانا لازم ہے، پھر بھی اگر وہ ضد کرے اور اڑا رہے تو ہم اس کے کفر کا حکم جاری کریں گے، بات ختم، پس امر تکفیر میں تو محقق محتاط علماء کا رویّہ دیکھ، اور یہی پتہ چلتا ہے اُس مشہور حدیث سے جس میں ''اے اللہ تو بندہ ہے میرا اور میں خدا ہوں تیرا''، تو یہ کلام کفر ہے مگر التزامِ کفر یہاں ثابت نہیں''۔

احتمال کی قسمیں اور لزوم والتزامِ کفر

احتمال کی تین قسمیں ممکن ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

نمبر ۱۔ احتمال فی الکلام

یعنی کلام میں کوئی جائز توجیہ وتاویل ہوسکتی ہو، یہ احتمال لزومِ کفر کی نفی کرتا ہے، یادرہے کہ صریح بات میں تاویل نہیں سنی جاتی ورنہ کوئی بات بھی کفر نہ رہے۔

نمبر۲۔ احتمال فی التکلّم

یعنی اس بات میں شُبہ آجائے کہ قائل نے وہ کفری کلمہ بولا یا نہیں، یہ احتمال جب آئے گا تو قائل کا التزامِ کفر ثابت نہ ہو سکے گا۔

نمبر ۳۔ احتمال فی المتکلم

یعنی خود قائل کے متعلق شُبہ ہو کہ اُس نے بے خیالی و بے خبری میں یا حالتِ سُکر یا غلبۂ حال میں یہ کلام کہا اور اس کی قباحت پر آگاہ نہ کیا گیا یا کوئی ضعیف قول اُس کی توبہ کا مل جائے تو بھی قائل کا التزامِ کفر ثابت نہ ہوگا۔

احتمال کی قسمیں اور مولوی اسماعیل دھلوی

نمبر۱۔ احتمال فی الکلام

مولوی اسماعیل دہلوی کے کلمات پر لزومِ کفر آتا ہے، اُن میں تاویل کی گنجائش نہیں ملتی، وہ صریح کفر ہیں۔

نمبر۲۔ احتمال فی التکلّم

بعض دیوبندی حضرات کا موقف یہ ہے کہ مولوی اسماعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان نامی کتاب نہیں لکھی، چنانچہ مولوی حسین احمد مدنی نے مکتوبات میں اور صاحب تفسیر الاقوام نے اپنی تفسیر میں یہی موقف اختیار کیا ہے، اُن سے مولوی حق نواز جھنگوی نے مناظرۂ جھنگ میں یہی موقف نقل کیا اور اسی موقف کو اختیار کیا، مولوی احمد رضا بجنوری اپنی کتاب ''انوار الباری'' جلد ۱۱، صفحہ ۱۰۷ پر مولوی حسین احمد مدنی کا موقف بیان کرتے ہیں اور اس کی تائید کرتے ہیں۔

مولانا حکیم عبدالشکور مرزاپوری کے حوالے سے حضرت محقق زید ابوالحسن فاروقی مجددی دہلوی علیہ الرحمہ، متوفی ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۳ء (خانقاہ حضرت مرزا مظہر جان جاناں، دہلی) اپنی کتاب ''مولانا اسماعیل اور تقویۃ

الایمان'' میں لکھا ہے کہ صراط مستقیم، تنویرالعین اور ایضاح الحق الصریح، آپ کی تالیفات میں سے نہیں ہیں اور تقویۃ الایمان بھی محرف اور غیر معتبر ہے۔ (مولانا اسماعیل اور تقویۃ الایمان، مطبوعہ شاہ ابوالخیر اکاڈمی دھلی ۱۹۸۴ء، ص ۴۷)

مولوی سرفراز صفدر دیوبندی (گوجرانوالہ، پاکستان) نے اپنی کتاب ''عباراتِ اکابر'' میں صراط مستقیم کی متنازعہ فیہ مشہور عبارت کو مولوی اسماعیل دہلوی کی ذاتی عبارت ماننے میں شبہات پیدا کرنے کی کوشش کی ہے اور اسی طرح بعض غیر مقلد بھی کر رہے ہیں، اگرچہ دلائل وشواہد کی روشنی میں یہ ایک ضعیف ترین قول ہے جو اکثر کے خلاف ہے اور بالکل شاذ قول ہے، تاہم اس سے التزامِ کفر میں تو احتمال آ گیا، لہذا یہاں امام احمد رضا کے موقف کی تائید ان حضرات کی زبان سے ہی ہو گئی ہے۔

نمبر۳۔ احتمال فی المتکلم

مولوی اسماعیل دہلوی کے بارے میں یہ احتمال دو طرح سے ممکن ہے، اولاً احتمال ہے کہ اُسے اپنے کلمات کے کفریہ ہونے کا علم ہی نہ ہوا ہو، اور اپنے خلاف لگائے گئے فتوائے کفر کا اُسے علم ہی نہ ہوا ہو، ''تحقیق الفتویٰ'' اس کے سامنے پیش ہونا مجھے معلوم نہ ہوسکا، مناظرۂ دھلی میں مسائل زیرِ بحث لائے گئے تھے، اُس کی کفریہ عبارات پر بحث نہیں ہوئی تھی، لہذا یہ احتمال عقلاً ممکن ہے، اور التزامِ کفر میں احتمال ہے۔

ثانیاً ''افکار وسیاسیات علماء دیوبند'' صفحہ ۳۸ پر مولانا محمد شریف نوری نے کتاب ''ہدایت الصالحین برحاشیہ توقیر الحق'' مصنفہ نواب قطب الدین دہلوی، صفحہ ۸۷ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ مناظرہ پشاور میں مولوی اسماعیل دہلوی کو ایسی عبرت ناک ناکامی کا سامنا کرنا پڑا کہ توبہ کے سوا کوئی چارۂ کار نظر نہ آیا تو مجبوراً اپنے عقائد سے توبہ کا اعلان کر دیا، چنانچہ مولوی رشید احمد گنگوہی کے زمانے میں اُن سے ایک سوال ہوا جس میں ذکر ہے کہ ''ایک بات مشہور ہے کہ مولوی اسماعیل صاحب شہید نے اپنے انتقال کے وقت بہت سے آدمیوں کے روبرو بعض مسائل تقویۃ الایمان سے توبہ کی ہے''، مولوی گنگوہی صاحب نے جواب دیا کہ ''توبہ کرنا اُن کا بعض مسائل سے محض افتراء اہل بدعت کا ہے''۔ (فتاویٰ رشیدیہ، صفحہ ۸۴، ۸۵)

ظاہر بات ہے کہ اہل بدعت کا لفظ یہ حضرات اہل سنت کیلئے استعمال کرتے ہیں، تو اہل سنت میں یہ قول کہیں نہ کہیں مل جاتا تھا کہ اسماعیل دہلوی نے اپنے غلط مسائل سے توبہ کی تھی (یعنی توبہ کرنے کی بات مشہور تھی)، یہاں اگرچہ کفریہ عبارات سے توبہ کی صراحت تو نہیں ہے مگر احتمال تو ہے اور وہی اُس کے التزامِ کفر میں احتمال ہے۔

بعض چند شبہات کا ازالہ

نمبر ۱ ۔ مولانا فضل حق خیرآبادی اور سترہ دیگر علماء نے ۱۲۴۰ھ/ ۱۸۲۵ء میں تقویۃ الایمان کی ایک عبارت پر فتویٰ لگاتے ہوئے لکھا کہ ''اس بیہودہ کلام کا قائل از روئے شریعت کافر اور بے دین ہے اور ہرگز مسلمان نہیں ہے...... جو اس کے کفر میں شک وتردد لائے ...... کافر بے دین اور نا مسلمان ولعین ہے''۔ یہ فتویٰ مولانا احمد رضا خاں کے خلاف ہے کیونکہ اس میں لزوم والتزام کی تاویلات کا دروازہ بند کردیا گیا ہے۔

۞ جواباً عرض ہے کہ یہ فتویٰ مولانا احمد رضا خاں کے بالکل خلاف نہیں ہے، بلکہ امام احمد رضا خاں کا بھی یہی فتویٰ ہے، معترض کو یہ علم نہیں ہے کہ جس کا التزام کفر ثابت نہ ہو وہ حقیقتاً قائل قرار نہیں دیا جاتا اگرچہ بظاہر قائل وہی ہو، اس کی مثالیں ہم پیش کرچکے ہیں، اور التزامِ کفر سے بچنے کا دروازہ توبہ ہے جسے موت بند کرتی ہے، مفتی کا فتویٰ بند نہیں کرتا۔

نمبر ۲ ۔ ۱۲۴۰ھ میں مناظرہ دہلی میں اسماعیل دہلوی نے کفریہ عبارات سے توبہ نہیں کی۔

۞ جناب اس مناظرہ میں کفریہ عبارات کو زیرِ بحث ہی کب لایا گیا تھا، وہاں تو چند دیگر اختلافی مسائل کو زیرِ بحث لایا گیا تھا۔

نمبر ۳ ۔ ۱۲۴۶ھ/ ۱۸۳۱ء میں مرتے وقت تک اسماعیل دہلوی نے گستاخانہ عبارات سے توبہ نہیں کی، ورنہ بعد کے علماء اہل سنت مثلاً مولانا قاضی فضل احمد لدھیانوی وغیرہ اسماعیل دہلوی کی تکفیر نہ کرتے۔

۞ جواباً عرض ہے کہ ''تحقیق الفتویٰ'' کے چھ سال بعد تک مولوی اسماعیل دہلوی زندہ رہا، کیا ہمارے مہربانوں کو مولوی اسماعیل دہلوی کی اس عرصے کی وہ ڈائری مل گئی ہے جو کراماً کاتبین نے لکھی تھی اور اُس میں توبہ مذکور نہیں ہے، کیونکہ نفی کے مدعی کو علم محیط درکار ہے، اور واقعاتِ نادرہ میں اثباتِ واقعہ کا قول نفی پر مقدم ہوتا ہے، ممکن ہے کہ مذکورہ علماء تک یہ قول نہ پہنچا ہو، یہاں یہ احتمال بھی ہے کہ توبہ کا قول تو ان تک بھی پہنچا ہو مگر شرعی فقہی

پیمانے پر پورا نہ اُترنے کی وجہ سے انہوں نے اس قول کو تسلیم نہ کیا ہو، اور توبہ کا شبہ صرف احتیاط کی ترغیب دیتا ہے اور امام احمد رضا کسی کو احتیاط پر مجبور نہیں کر سکتے۔

نمبر٤ ۔ اسماعیل دہلوی کے کفر کو یزید کے کفر سے تشبیہ دینا غلط ہے کیونکہ یزید کے ساتھ مناظرے نہیں ہوئے۔

۞ جواباً عرض ہے کہ تشبیہ کا **من کل الوجوہ** ہونا لازمی نہیں، جس طرح یزید کو بعض مسلمان، بعض کافر کہتے ہیں، بعض توقف کرتے ہیں، یہی حال اسماعیل دہلوی کا ہے، **من بعض الوجوہ** تشبیہ یہاں ثابت ہے، اس سے انکار کرنا تاریخ سے آنکھیں چرانا ہے۔

نمبر٥ ۔ لزوم والتزامِ کفر اور اسماعیل دہلوی کے سوال پر اہل سنت کا مناظر نہایت بے چارگی اور بے بسی محسوس کرتا ہے۔

۞ جواباً عرض ہے کہ اہل سنت کا مناظر یہاں قطعاً بے چارگی اور بے بسی محسوس نہیں کرتا، وہ تو اس سوال کا منتظر بیٹھا ہوتا ہے، جونہی سوال آتا ہے وہ پوری وضاحت کے ساتھ معترض کا منہ بند کر دیتا ہے، راقم نے مناظرہ بریلی، مناظرہ ادری، مناظرہ جھنگ اور مناظرہ بنگال وغیرہ کی روئیداد پڑھی ہیں، کئی مناظروں کی کیسٹس بھی سنی ہیں، ہمیں تو اس مسئلے میں دیوبندی مناظر ہر جگہ دبکا ہوا نظر آیا ہے، ان بے چاروں کو تو اس مسئلہ میں بات بھی کرنی نہیں آتی، اور انہیں لزوم والتزامِ کفر کا فرق بھی معلوم نہیں ہوتا، چنانچہ مناظرۂ جھنگ میں دیوبندی مناظر حق نواز جھنگوی نے مولانا محمد اشرف سیالوی سے پوچھا تھا کہ ”باقی رہی ایک بات یہ کہ آپ نے فرمایا ہے کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب نے لزوم والتزام کی وجہ سے کافر نہیں کہا، آپ بتائیں کہ لزوم کے لفظ کون سے ہوتے ہیں اور التزام کے کون سے ہوتے ہیں؟“ (مناظرہ جھنگ، مطبوعہ مکتبہ فریدیہ، ساہیوال، ص ١٠٧)

جو بے چارے اتنا بھی نہیں جانتے کہ لزوم والتزام میں لفظ ایک ہی ہوتے ہیں یا لفظوں میں فرق ہوتا ہے، اُن مناظرین کا میدانِ مناظرہ میں ہونے والا حشر کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں، یہی وجہ ہے کہ دیوبندی مناظرین اپنے اکابر کی گستاخانہ عبارات پر مناظرہ سے ہر جگہ کنی کتراتے ہیں، یقین نہ آئے تو چیلنج دے کر دیکھ لیجئے۔

نمبر٦ ۔ مفتی خلیل خاں بجنوری (دیوبندی) نے اپنی کتاب ”انکشافِ حق“ میں لزوم والتزام اور

احتمال کے انہی لفظوں سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے دیگر اکابرِ دیوبند کی کفریہ عبارات کی بنا پر انہیں کافر کہنے سے احتیاط اور کفِ لسان کا قول کیا ہے۔

جواباً عرض ہے کہ مفتی مذکور کی کتاب ''انکشافِ حق'' میں نے پڑھی ہے، جن اکابرِ دیوبند کو وہ بچانا چاہتا ہے، نہ اُن کی عبارات میں اسلامی احتمال دکھا کر انہیں لزومِ کفر سے بچا سکا ہے اور نہ ہی اُن افراد کے التزامِ کفر کی نفی پر کوئی دلیل یا احتمال دکھا سکا ہے، کتاب کو قواعد یا نظائر سے ضخیم بنانے کی کوشش کی گئی ہے، مگر ہر جگہ قیاس مع الفارق سے کام لیا گیا ہے، فی الحال اتنا اجمال کافی ہے۔

نمبر۷ ۔ جب اسماعیل دہلوی کو مولانا احمد رضا خاں نے مسلمان کہا ہے تو اُس کی عبارات دیوبندیوں اور اہل حدیثوں کے خلاف کیوں پیش کرتے ہو؟

جواباً عرض ہے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ کا موقف، توقف کرنا ہے وہ نہ اُسے مسلمان کہتے ہیں اور نہ ہی احتیاطاً اسے کافر کہتے ہیں، البتہ اس کی گستاخانہ عبارات کو دیوبندی وہابی اور غیر مقلد وہابی درست اور حق مانتے ہیں، اس لئے اُس کی کفریہ عبارات کو درست اور اسلامی مان کر یہ التزامِ کفر کے مرتکب قرار پاتے ہیں، چنانچہ دیوبندیوں کے شیخ الکل مولوی رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں: ''کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور ردّ شرک و بدعت میں لاجواب ہے، استدلال اس کے بالکل کتاب اور احادیث سے ہیں، اُس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے''۔ (فتاویٰ رشیدیہ، صفحہ ۷۸)، ''بندہ کے نزدیک سب مسائل اس کے صحیح ہیں''، (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۸۵)

لہٰذا مولوی رشید احمد گنگوہی اور ان کے پیروکار تو تقویۃ الایمان کے کفریات کا التزام کر چکے ہیں، رہ گئے غیر مقلد وہابی تو وہ تو تقویۃ الایمان اور اس کے مصنف پر فدا ہیں، یقین نہ آئے تو مولوی ثناء اللہ امرتسری کے یہ الفاظ ملاحظہ فرمائیے ''تقویۃ الایمان اور اس کا مصنف عالی شان اسماعیل وما ادرك ما اسماعیل، آج کل بعض اخباروں میں مجاہد فی اللہ شہید فی سبیل اللہ مولانا اسماعیل رضی اللہ عنہ کی تقویۃ الایمان پر ذکر اذکار ہو رہا ہے...... مختصر یہ کہ شہید مرحوم نے جو کچھ لکھا ہے قرآن حدیث اور اقوال صوفیاء کے بالکل مطابق ہے''۔ (فتاویٰ ثنائیہ، ج ۱، ص ۱۰۱)

اندریں حالات مولوی اسماعیل دہلوی کا التزام کفر محتمل وظنی بھی ہو جائے تو بھی مذکورہ دیوبندی اور غیر مقلد حضرات کو تقویۃ الایمانی کفریات کا التزامِ کفر قطعی غیر محتمل اور صریح قرار پاتا ہے۔

وما علینا الا البلاغ المبین والحمد للہ رب العالمین